جلد ۱۴ — نمبر ۳۳

مضامین غیر

(بابت ۶ ستمبر ۱۹۱۹ء)

پنچ اہل خدا - خدا اہل پنچ

دوم اشاعت ۰ ستمبر ۱۹۱۹ء

خیر مقدم

(مسلسل)

جریدۂ مسبوحۂ اتفاق دہلی

اے فرخ آمدی بیا در!

تو در فارسی مرتعشی زنی و یاران سخن فارسی نمی دانند۔ پس خوب ہست کہ قبول برادران پنجاب و تو اپنی کان ہانک میں اپنی کان ہانکو۔ دوست، اتفاق تمہارا ورود مبارک ہو گئے؟ ایہ جب اسد کو دیکھئے کہ بچہ سقا یا بچے سقہ ننھے ننھے کان کے پردے مشک کی طرح پھول گئے اللہ جانتا ہے ایسی ہوا بھر گئی ہے کہ نکالے نہیں نکلتی۔ اتنے میں ایک تو ایسا مہذب پیدا ہوا جو کسی بالتحت فرد کا نام ادب قاعدے کے ساتھ لیتا اور خدا کے اس فرمان کی تعمیل کرتا ہے۔

ولا تنابزوا بالالقاب

(کسی کا برا نام نہ رکھو)

تمہارا آنا اہل ہند کو بھی مبارک ہے کیوں؟ اسلیے کہ ان کے سیدھے سادے دل کو ہندوستانی انتہا کا قدموں نے ؟ کا شدہ بلند یا ہے بس جس طرح لونڈے کنکوے کو ٹھمکیاں دیتے گئیں تھے ؟ وہ سونٹے بھر دل پڑ جاتے۔ ؟ تم نے اور ختم پایا ؟ جنجل اور کنوں سے محروم کر دیتے ہیں اسی طرح یہ دل کی گت بناتے ہیں۔

تمہارے آنے سے اتنا ضرور ہوگا کہ وہ کان ۔۔ کی نذر بھی کان میں لیں گے سچ پوچھو تو یہ ماہ ۔۔

تمہارے لیے آسان کر دی ہے۔ لہٰذا ہم بھی تبریک کے مستحق ہیں۔

ہم نے زیر عنوان نذر ایت ۔۔ انت مالی نادر خان یہ بات لکھی تھی کہ اہل ہند نے خدمت اسلام و اہل اسلام بیجا کوتاہی نہیں کی لیکن ہنوز بر دیار دیگر ہے۔ برادر مرگ ول خوردن یکے از خصائص سلمانان ہند است۔ جنگلی می دانند کہ زر ۔۔ ہائے بیکس بر شکم کدام رفت۔ بازیہ در مرغ ۔۔ ی مایا ۔۔ ؟ اہل علم و زبان مبتلا شدہ مال خدا ہا ۔۔ شکم رفت ؟ بجا ہمچو ۔۔ می رسد۔ الشہ خداوند نزرگ گفتہ لا تاکلوا ۔۔ اموالکم ۔ بہ خبریان اہل ہند ۔۔ ۔۔ کیسے کہ ان گیرو را ابیجا کرستی ۔۔ بمعرفتی باشد خود شان تی از جوہر لطیف اند پیاہ خورد و منداں ۔۔ اموال خاں اگر در شکم خوردمنداں رفت خوب شدے

زخم طعنہ اگر بلند نشود بیاشد
خنک آن زخم کہ ہر لحظہ مرہم ۔۔ زدست

آیا در شکم بہشت ازعقلاے ہر ۔۔ کار کہ ہم ۔۔ ہم آمیز باشند عقدہائے عجب رسائند ہی بے خردی است بسر مبارک آقائے چندہ رہت بگیر۔

نادر خاں ہم زیرک ست کہ بر جائے خود شمع ۔۔ زدو نشستہ است و باد ہم می گوید تعلقہ ۔۔ حار و ۔۔ دیر ۔۔ سر کردم۔ حالا سیر دم بر سر کابل ۔۔ برادران بر ۔۔ ریختہ ادعار ۔۔ ات خواہم کرد حتیٰ علی اصلاح ملی الی الصراط المستقیم آیا برایں آقا نا گوش نہ دادن وہ ۔۔ ک گفتن مسلمانی است؟

بعد اسکے تم اعتراض کرتے ہو کہ جب نادر خاں کابل سے باناز عشوہ و ناز نینی پیرس کی جانب تشریف لیگئے تو بالکل بیکار تھے اسلیے کہ حکومت فرانس آوارہ گرد بے کار، بے زر آدمیوں سے کھبراتی ہے نادر خاں خوبی جنرل سے خاص کام ۔۔ جانیا ہے ؟ بیٹھے ہوٹل کھول دیا۔ شراب اور ۔۔ گوشت خوک واسے خوری کی پاک تجارت سے روزی کمانے لگے۔ برادرم یہ کوئی اعتراض نہیں۔ بیکاری ۔۔ شہدی می گردد۔

خنزیر کھلانے میں کیا بلی ۔۔ مٹی تو کسی لڑکا کا پھندہ

قاضی رطل بوق نے جب اندھیر نگری کی مسجد ویران دیکھی تو سوزن و فرش و آب و ضیاء مسجد کی نو مسلمان کے لیے ایک حجرے میں قمار خانہ کا افتتاح فرمایا اور دوسرے حجرے میں میخانے کا ڈھیر پھیلایا۔

مسجد کے آس پاس خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلہ حاجات چاہیے

راوی کہتا ہے کہ جو مسجد کے مصارف میں کبھی تو ؟ نہیں یعنی ایسا کام چلا کہ نادر خاں کیا چیز ہیں انکے دام بھی ادا ہو سکیں جن کا یہ حال ہے

نہ در مسجد دہندم رہ کہ مستم
نہ در میخانہ کاین خمار خست

ساتھ ہی محراب قبلہ میں وہ گئے بھی بند ہاوے اور دروازے کی اس دلیل منطقی کے آگے کسی بردری منشی کی پیش نہ گئی کہ حدیث لا یتم الصلوٰۃ الا بحضور القلب (نماز بدون حضور قلب پوری نہیں ہوتی) میں قلب مراد کلب ہے یا لیس کہ قلب کی حضوری ہے کی ہے قلب کون سینے سے نکال کے حاضر کرتا ہے۔ برادر غور کرو کہ مسجد میں جب قاضی رطل بوق سے ڈنکہ چلیں تو سکوت ہو اور غریب نادر خاں ہوٹل کا سور کا گوشت بیچے تو پکڑا جاے۔

اس کے علاوہ تہذیب اسلامی کے حدود حقیقی ہندوستان یورپ یا آئیو تا وسیع ہو تے جاتے ہیں۔ یہ سمجھ کر ہادر کہ وہ عہد قدما سے بے خرد ہو رہا ہے بے معنی ؟ پر تہذیب ہو ۔۔ رہم ۔۔ عرض کرتے کوٹ پتلون پوشیدہ۔ نقاب از رخ ۔۔ بر ہم ۔۔ پس ہر چہ مسلمانان می کنند ہمیں است تہذیب اسلام قائم است بلکہ در مسلمانان نہ بر قرآن و حدیث و فقہ و معنی تفسیری قرآن ۔۔ است بر اجتہاد مسلے کہ از زبان عربی جاہل و ہر مقالات مکانے و مجلسی عاری باشد و جائیکہ قرآن با مقالات اخلاق حکمائے یورپ ہم زبانی نہ نماید پس پشت انداختہ استہزا و مسخرہ بنیاد کند۔

جو نمائندہ اسلامیہ نہ کار بہ امان اللہ خاں دارند ۔۔

بنادر خاں دستور ناصر اسلام و سلطین سلطب شان
مزن گوئی سماں است و رشتہ وغیرہ گرفتن بہ یک
گردش قلم دادہ ہے پر ہر یک عزیز گرفتہ علوو نہیں
بگردون ہمی شتران ہند باری ناید وہی گوئیند
شیخ شیخ علامہ زیک ابو الاحرار ہست و فوا یک
خاتم الاسلام والمسلمین۔ بہ ایں ملائی انگشتاں پر بنید
ہمی بینید کہ عشوہ طراز ہائے ایشاں چہ تا بہ بہار المدین
چارہ کاری ریختہ ہے چارہ ہم بیاز خود دوہم کوہک

ارے لاحول ولا قوۃ پھر فارسی بگھارنے بیٹھی۔
تمھارے دوسرے مضمون کا عنوان ہے "انتخاب
شاہ کابل" اسی ذیل میں تم کہتے ہو کہ اسلام پرستیاں
و امتیازات ما بر طرف نمودہ۔ یہ تیلی باجے اور
خود غرض ملاؤں کے دماغ سے نکلی ہوئی کہاوت ہے
اسلیے سلطان سقا کے حق میں مسلم نہیں ہو سکتی۔
تمھارا استدلال نے منطقی نقطہ میں بیکار ہے ہوتا
امیر حبیب اللہ ظالم ہو یا نہ ہو صاحب ہمت و جلادت
ہو یا نہ ہو "بچہ سقا" ضرور ہے اور یہ عیب قابل عفو
نہیں۔ ایسے اعمال اسکی طرف منسوب کیے جاتے
ہیں جو کابل کی پرشور طبیعت پر قیاس کرکے سوات
میں شامل ہونے کے قابل ہیں اور یہاں کی جاہل
خلقت اُن کے وقوع پر عجیب سے آشنا ہو سکتا
کہنے لگتی ہے مثلاً ڈاڑھی منڈوا ڈالی جو دوسری
فالف تھے اُنکے زن بچے کولھو میں پلوا ڈالے
امیروں کی دولت لوٹ لی۔ عزت داروں گھرانوں
کی لڑکیاں اور بیویاں نکال کر دیں۔ ماکروں کی مسند
بچیاں ترتیبوا کے گھروں کے اڈے اُجاڑ دیئے
حرام حلال کی قید اٹھا دی اب وہ دنوں سے
اوٹر گیا یکہ وتنہا۔ بے والی وارث ہو گیا اگر دس ہزار
کی جماعت سے حملہ کرنے والا ہے اکثر کے لیے بھی پھوٹی
کوڑی جیب میں نہیں۔

ایسی ہی منطقی دلیلیں جنرل نادر خاں کے حق میں
بھی پیش کیجاتی ہیں مثلاً فاتح کو روپیہ کی شدید
ضرورت ہے جو چالیس لاکھ روپیہ انہوں نے اسٹر آف
ملک رقیاس برطرف ہیں) آنجہانی امام نے عبدالکریم خاں
امین التجارۃ کی تحویل میں سپرد کیے تھے اُن میں سے

ضرورت ہے بہت بیش ہزار روپے اگر بیس ہزار
دے گئے تو بیس ہزار نادر خاں کو بھیج دیئے جائیں
اب تھوڑی سی دور اہل ہند بھی کریں تو بڑا بار ہے
پہ غلس فاتح نہ ہو وغیرہ یہ سفارش وصول ہو
ہے برکات اولیا کی بدولت کیے مسلمانان ہند نیچے

"ذرا جھ بین"



"اللہ کا دیا سر پر"
دسہرے کی آمد
ٹیسو جی تم بڑے امیریں کے راجہ کا ڈھیر بیلے تھے
کپتان اب ہو وزیر"

بچہ سقا کی کھال میں سوراخ کرنے والا ہے مطلب
زر کا پرعامہ بہ دستخط خاص اُس نے ہمارے نام
بھیجا ہے۔ ہم تو اب ہو گئے بہشتی اسمیں کوئی شک
نہیں مگر ہمیں برادران ہند کو بھی اس کار ثواب
میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔

بہر کیف دوست دار اتفاق۔ اگر تمھیں یہ خیال ہے کہ
مسلمانان ہند امام الدین چار کو اس سے کچھ زیادہ
تجویز ہمت ہانے نکلیں۔ مگر تو بجا کی یہ امید شیش کی
تکبیر ہے۔ جہاں تک ہند کی معاہدت کا تعلق ہے باقی
ہیں اسکا ذاتی تجربہ ہے ۱۹۱۸ء کے دسط سے
آج تک ہم اسی غلط امید کا خمیازہ بھگت
رہے ہیں۔ کوئی منتقلی تنگ خوار کا لقب دیتا ہے
کوئی چارہ کار بسی کا جاسوس بنا دکھتا ہے۔ جیسے
دہی پی وسی در است گورنمنٹ کے عوض رہ بیٹی بیچی
حالانکہ جب کچھ ہم نے کہا وہی ہوا اور ہم سے پہلے کسی
کی زبان سے نکلا یہیں وسی پر قناعت کرو کہ
تمنا ہم تمھارا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس امر پر تمھارے
ہم زبان ہیں کہ امیر حبیب اللہ جری ہے زمانہ شناس
ہے تجربہ کار ہے حکمت داں ہے اور جہاں تک بس چلے
بہر کیف وہ ہرگز شاہی لقب کا کوئی مستحق نہیں ہے
اسکی ادارت عارضی ہے۔ تسلط کے بعد بھی امارت
نظام جمہوری سے بدل جائے گی۔ تاجیکستان جو
ابھی جمہوریت کی راست ہے جو بالکل گوری سے تعلیم
سے شروع ہو کر اصلی جمہوریت کی شکل میں دو ہی گی
محال ہے کہ تاجیکستان ہے جنگلی جمہوریت کی گاڑی
کھینچ لیجائیں اور کابل کے وحشی جرنیل وحشی بیٹی
بچا نہ سکیں۔ روسی مسلمان اپنا اسلامی شیوہ
چھوڑ کے بغیر جمہوریت کو لعنت اٹھائیں اور اس
ابر لعنت کی بوچھاڑ کابل تک نہ ہو چکے۔

تمھاری قیمت تین روپیہ سالانہ ہے۔ تمھارے
مصارف ابھی اہل ہند سے تو نہیں نکلیں گے ہاں
چارہ کاری کی جیب ٹٹولتے رہو۔ اور بھائی دیکھو
تنخواہ خود ہی ابھی نہیں۔ خدا راں امیدواروں کو
حوالے سے روزی کے لئے ٹھیکرے کی تلاش میں
میں خبر یا نہ ہو رہا۔ ابھی وہی جو تقریباً کچھ
مشکیزہ قوالنگ کھول کے اپنا منہ سونگھا کرتے ہیں کل
برادران مظفر الاسلام والسلطان المجاہد فی سبیل اللہ امیر
خلیفۃ المسلمین حضرت امیر حبیب اللہ غازی و والی دولت
خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ نے لکھے تھیں کو ہمارا
اے آمدنت باعث زینتی ما

خیر مقدم (نمبر ۳)

آفتاب صداقت لاہور و بھارت لاہور

ہمارے پنجاب کا بہت عرصہ سے [illegible] کا ضرورتاً
کسی بیچ اخباری کاغذوں سے نہیں بھرتا۔ [illegible]
میں ایک نہیں دو دو روز اوپر [illegible] آفتاب صداقت
اور وہیر بھارت کے نام سے موصول ہوئے۔ انکی
روش کوئی نئی نہیں نہ انکی انشاپردازی میں کوئی
غیر معمولی قوت ہے۔ اگر ایک ہی پالیسی کے متعدد
روزنامے ہیں جو ایک ہی شہر میں پیدا ہوتے ہیں
اپنی انفرادی قوت کی اجتماعی قوت سے بدل دینا
تو اچھا ہے یعنی جب پالیسی میں اختلاف نہیں
تو ایک کمپنی بنالو تاکہ راس المال اعزہ خواہ مخواہ
برباد ہی ہو جائے۔ اور اگر غیر مبادلہ [illegible] کا فرض
کر دیا ہے تو پھر اللہ ہی ہے جو بیڑا پار ہو۔ رات بھر
میں کئی مرتبہ دیا سلائی جلانا پڑے گی اور اخبار بین
حضرات جلتے ہوئے کاموں سے بھی بدگمان ہو جائیں گے
بہرحال یہ دو (لاہور کے) صورت و سیرت میں اپنے
دیگر معاصرین کے مانند ہیں۔ یعنی موٹی موٹی لمبی
چوڑی دو دو سطری سرخیاں لکھتے ہیں۔ ایک مختصر خبر
کے ٹکڑے دس بارہ کالموں میں بانٹ ڈالے تو
فائدہ مند ہو جائیں۔ کہیں کھڑکیوں کی چلمن سے
مضمون جھانکتا ہے کہیں پھاٹک بنے ہوئے ہیں
ان پھاٹکوں میں چھوٹے چھوٹے جھروکے ہیں۔ ایک
جھروکے میں ناک دوسرے میں رخسار تیسرے
میں لب چوتھے میں ابرو پانچویں میں آنکھ ڈھونڈئے
پھر ان مقطعات کو جوڑیے تو ایک جزو بنے اس پر بھی
معاملہ ختم نہیں ہو جاتا کیونکہ کالم نمبر ۳ صفحہ ۲
کا ٹکڑا بھی لگا ہوا ہے۔ اور چونکہ بقیہ مضمون
قینچی کی قطع و برید سے [illegible] ہو گیا تو یاد ہوتی
خبر عمر بھر کے لیے [illegible] ہی ہو گئی۔ تعقیدہ کا [illegible]
کچھ اصلاح دماغوں میں گھسا ہوا ہے کہ ہر بات قابل
تعقید سمجھی جاتی ہے۔ گویا متعدد [illegible] چشم براہ
انتظار بیٹھے رہتے ہیں کہ [illegible] بات ہو اپنی فوراً
اختیار کریں۔ بجا مضامین کی دھجیاں اڑائیے

کرنے میں خوبی یہ ہو کہ [illegible] آ گئی۔ خبروں [illegible]
جواب تو کتابت کی سہولت ہو نہیں سکتی ہے مگر جس
عبارت میں کوئی جملہ معترضہ آ جاتا ہے اب آپ
نے یہ سیکھا ہے کہ اسے بیچ ہی سے علامت فاعل
علامت مفعول کے قبل ہی شروع کر دو مثلاً :-
"زید جو کہ مشہور ڈاکو تھا جسکی تلاش میں پولیس
پھر رہی تھی [illegible]
مشہور رہا جن تھا لاکھوں کا بیڑا پار کر چکا تھا کہ یہاں
ڈاکہ ڈالا ہے"
اس تحریت کی تقلید [illegible] شدت [illegible] کے ساتھ
ہو رہی ہے اگر یہی حال رہا تو پنجاب کا یہ دعویٰ ہے
اصل [illegible] کا کہ اردو اسکی بگڑی ہوئی زبان ہے
اور یہ دعویٰ صحیح قرار دیا جائے گا کہ اردو پنجاب کی
ایجاد کی ہوئی زبان ہے۔
الغرض آفتاب صداقت میں بھی یہی خوبیاں
موجود ہیں جو پنجاب کے دوسرے جرائد میں ہیں۔
پابندی وقت کے ساتھ نکلتا ہے۔ ایک آنہ فی پرچہ
قیمت ہے سالانہ قیمت نمبر ۲۳/۶ میں درج [illegible]
نہیں لکھی ہے۔ وہیر بھارت کی قیمت سالانہ [illegible]
اور فی پرچہ ایک آنہ ہے۔
منگا کے دیکھیے۔ تازہ خبروں کا اچھا خاصا ذخیرہ
ہوتا ہے ہم ان دونوں کو [illegible] دل سے [illegible] کہتے ہیں۔

عرض حال

ہماری یہ عادت نہیں کہ مصیبت آنے ہی ہاتھ پیر
بچانے لگیں۔ داد۔ بیداد۔ فریاد۔ مصیبت کوئی
ایسی چیز ہے جسکے ورود و نزول کی خبر سے ہمارے
ہمدرد قدرداں خوش ہو جائیں ورنہ انکی خوشی
میں فرق نہ آئے۔ اس چودہ سال میں [illegible]
کے ہمارے ساتھ دل لگی بازی کی [illegible]
چشم نمائی ہوئی۔ مقدمے چلے۔ خانہ ویرانی ہوئی۔
بیماریوں نے آنکھ مچولی کھیلی۔ قرض بڑھا [illegible]
اب تو یاد بھی نہیں آتا۔ البتہ مصیبت کے خاتمہ کا
اعلان ہم نے اکثر کیا ہے۔ بس مصیبت [illegible]

سے شروع ہوکے اب ختم ہوئی وہ [illegible] زحمت ہی کی
اور عجیب قسم کے واقعات سن لیجیے۔
راوی کہتا ہے کہ بارہ بنکی میں ایک حکیم [illegible] حسن
صاحب رہتے ہیں انھوں نے اپنی کوک شاستر کا
ایک اشتہار ۹ و ۲ اپریل کے اودھ پنچ میں چھپوایا۔
منیجر صاحب نے [illegible] سے جہاں اتفاقاً [illegible] کا
منتخب جملہ نکال ڈالے اور پھر [illegible]
اشتہار چھپ گیا اور چھپ کے الہ آباد کی نگران قلم
سی آئی ڈی کی نگاہوں میں پڑ [illegible] بھی چڑھ گیا
گویا اسکی عبارت فحش تھی جس سے خبریں [illegible]
نظر [illegible] پولیس [illegible] کو غیر معمولی حکم
آ گئی۔ [illegible] کبھی کالی نہیں بکتا جب کے گوش
وہ زبان گالی سے نا آشنا ہیں بھلا کس دل سے
یہ فحش برداشت کرتا ہیں جناب [illegible] صاحب پر
دفعہ ۲۹۲ کا مقدمہ چل کھڑا ہوا۔ منیجر صاحب نے
یہ عبارت نقل [illegible] چھپی ہوئی تھی
[illegible]

پیش عام [illegible] کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

[illegible] ضابطہ دیوانی [illegible]

[illegible]

تحریر پریس نے ڈالے تھے اُس کا مطلب آجکل کے اشعار کی طرح بغیر اپنی طرف سے کچھ الفاظ بڑھائے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کاتب نے منقول عنہ کی ہو بہو نقل کی اور وہی ہمارے آڑے آئی۔ ورنہ اشاعت بھر کی بیماری اور ہماری ذاتی معذرت کچھ گل کھلائے بغیر نہ رہتی۔

حضرات! آپ جانتے ہیں تعزیرات ہند کی بیماری وبائی بیماریوں سے کمی کا پایہ نہیں رکھتی۔ اس دوڑ دھوپ میں پرچہ کو اندھیرا کیوں گھیرتا۔ پرچہ ماند ہوتا رہا اور ہم ٹکر ٹکر دیکھتے رہے۔ تین پرچے جو نام ہوئے انتظام کی ٹانگ میں گھاؤ پڑا اب ڈیوڑھی اشاعت کا مرہم بھی ساقط الاثر ہے۔ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خریداروں کی خریداری میں تین ہفتے اور مشتہرین کی قرات اشاعت میں بھی تین ہفتے بڑھا دیے جائیں اور آئندہ نمبروں میں صحیح تاریخ لکھ دی جائے۔

ہم اپنے شہر کے روزانہ جرائد کے شکر گزار ہیں کہ اُنھوں نے ہماری فرمائش کی پوری تعمیل کی اور اس مقدمے کو بطور ایک روپیہ کبریٹ یا سپیت [illegible] کے اپنے صفحات میں جگہ نہیں دی۔ اور اسکے ساتھ ہی اپنے شہر کے قابل سٹی مجسٹریٹ مسٹر سید معین الدین کے بھی شکر گزار ہیں کہ آپکی کمزور سی بے انصافی کے کمزور بازوؤں میں توانائی پیدا کی اور ہمیں عزت کے ساتھ ملزم کے خانے سے نکال دیا۔

اثنائے مقدمہ میں ایک نہایت دلچسپ کتاب پیش ہوئی جو مشتہر کے یہاں سے تلاشی میں نکلی۔ اگر ہم یہ کتاب نہ دیکھتے تو ہمیشہ اسی جہل و نادانی کی ظلمت میں گرفتار رہتے کہ شراب نجس ہے طاہر نہیں۔ مصنف صاحب نے ایک باب آداب شراب خوردن میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ طویل الذیل عنوان لکھنے کے بعد ابتدائے کلام کلمہ طیبہ سے فرماتے ہیں بھلا بتائیے اب اس آب مقدس کے طاہر ہونے میں جس پر کلمہ طیبہ دم کیا جائے کسے کلام ہو سکتا ہے۔ غالب مرحوم فرماتے ہیں ؎

رات پی زمزم پہ مے اور صبحدم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے

اس شعر کے مضمون سے دھوکا ہوتا ہے کہ یہ توزری بے عملی ہو گی یہ تو گل کی صورت اپنے کبھی نہ دیکھی ہوگی لیکن یہ شیخ کے ضروریات سے ہے خاطر خواہ کی اس سے علاقہ نہیں۔ ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

بجا ساقی ہو کفارہ جو ہم مے پرستی میں
قسم پیر مغاں کی بھول کھا بیٹھا ہوں کشتی میں

یہ شاعر صرف اپنے فرعی غلطیات کے رو سے شرح طلب کرتا ہے اور سائل اس کا مجتہد ہے۔

کسی نے با وضو پینے کی ہدایت کی ہے۔ کوئی بزم میں کاگ اُڑاتا ہے مگر جو عنوان مصنف صاحب نے اختیار کیا ہے۔ وہ اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور حضرت بوا نصیبن کی بیان کی ہوئی ایک حکایت اس کا مقابلہ کرتی ہے بوا فرماتی ہیں ایک دن جو میں پاخانے کے پاس سے ہو کے نکلی تو کلمہ پڑھنے کی آواز سنی خیال ہوا کہ بنی ماما بیمار تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ اُسکی روح پاخانے کے ساتھ نکل رہی ہے۔ جھانک کے جو دیکھتی ہوں تو موئی اچھی خاصی ہے۔ پوچھا کیا؟ بولی کچھ نہیں اے ولیسی تھی۔ ابتک یہ نہیں جانتیں کہ بے کلمہ پڑھے غوطہ بیکار ہے۔ جسم پاک نہیں ہوتا۔ آخر نہانے میں کلمہ کے رٹنے لیتی ہو کہ نہیں۔؟

بوا نصیبن:۔ خدا غارت کرے موئی کو کہتی چلی پلٹ آئیں اور ہم بھی اس کتاب کا یہ باب پڑھ کے کچھ ایسی ہی صلواتیں سناتے گھر واپس آئے۔

خاکسار ایڈیٹر

مضامین غیر

ادب لطیف

رسالہ نیرنگ رام پور میں ایک صاحب دل ایم اے کی نوائے جمیل شائع ہوئی ہے فرماتے ہیں ؎

دلربائے تو۔ مکین بوستان دل ہوا
گل گلشن، اختر تو آسمان دل ہوا

اختر سلامت رکھے اس ادب لطیف کو ما شاء اللہ خاصی ترقی کر رہی ہے اسی مطلع کو دیکھیے مطلع انوار [illegible] ہے کہ نہیں؟ [illegible] معنی و مطلب کا بحث تو جناب اب زمانہ ترقی کر گیا ہے مردہ لفظوں کے محتاج ہیں؟ مولوی صاحب مردوں کی طلبگار ہیں کوئی وجہ نہیں کہ شعر کسی معنی کا درست مگر جو پہلے مصرعے میں فارسی چوک ہو گئی ہو لوگوں کے دماغ میں اسکے معنی آجاتے ہیں یعنی دل کے لڑکے بڑے ہیں اے تو یہ چمن میں بیانگ دہل یوں بولنے لگا۔ ادب لطیف کے لطف معنویت کو دوسرے مصرعے سے لگا دیجیے۔ واہ کیا کیا گل کترے جوڑے ہیں گل گلشن، اختر تو آسمان دل ہوا۔ وہ بڑے بڑے وڑے وڑے آسمان والے بھی یہی مطلب آشکار ہو سکتا تھا مگر اسمیں شاعریت کی شخصیت کہاں۔ فرماتے ہیں ؎

نذر آتش ہو گئے کانٹے وفا کے اور پھول
خاک ہو کر صرف تعمیر جہان دل ہوا

شعر کا ہے کو جنگل کے درخت کی روداد ہے جیسے کسی کیا کرے سابقہ پڑا ہو۔ کیا پیارا حاصل شعر ہے داد وفا کے کانٹے جل گئے مگر خاک نہیں ہوئے۔ ایک پھول جلا اور خاک ہو کر جہان دل کی تعمیر [illegible] بن گیا غضب کی معنویت ہے دوسرا شعر ہے ؎

عشق سوز شعلۂ یک گل مگر حسن خود
جلوہ زاران جلوہ چیدہ گلستان دل ہوا

ردیف تو ایسی چپکی ہے کہ واہ وا! بلکہ وصل چوٹی ہے۔ اب ہمارے دوست جناب ---- کی مجال نہیں جو ان اشعار کے مقابلے میں اپنی غزل پڑھیں اور داد طلب ہوں ؎

ہے بیستاں خار ہی جنبی سوسماری کے [illegible]
خار پائے کو کیا کرتے ہیں گوشہ سانپ کا

گل کے شعلہ کو آگ لگائے اور اسکی راکھ سے تعمیر جہان دل کی خدمت لینے کے بعد شاعر صاحب نے وہ بارہ عشق کی تعریف سوز شعلۂ یک گل سے کی ہے وہ گل تیرا گل کا پھول نہیں پا لیتے۔ اسکے ساتھ ہی حسن کے کرتوت بتائے ہیں جس طرح دیوانہ نکلے پھرتا ہے ہے اس نے لاکھوں جلوے چنے اور گلستان دل ہو گیا۔ گلستان دل کی شرح ہمارے امکان سے باہر ہے اگر کوئی ایم اے مل گیا تو اس سے پوچھئے گا تیسرا شعر ہے ؎



"حضرت اب تک میں نے یہ بلی پالی اسکی ایذا ناگوار ہے اگر آپ نہیں مانتے تو خیر دم حاضر ہے دھجیاں اُڑوا دیجیے"



سخن ور مضمون لطف حسن پر آنکھیں گئیں
قطرۂ قلزم و بیش بیکران دل ہوا

یعنی آنکھیں تھیں نہ حسن اور مضمون لطف حسن کی ذریعے ایک سلسلہ تیار ہوئی اُس سے آنکھیں گئیں آنکھیں کھلنے کے بعد قطرۂ قلزم تھا دل کے بیچ تھا بیش میں گم ہو گیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا پُر اصل کلام ہے۔ کوئی خلا بے ربط نہیں۔ مقطع ملاحظہ ہو ؎

دوستی لیکن کہیں میں تھی بہت ادا کی بو
آہ نیا برباد گلشن علم جان دل ہوا

دیکھا آپ نے [illegible] گئے ہیں سوت گئے ہیں بہت اول کی یاد کسی کو لے کمرے میں تاک لگائے بیٹھی تھی یا خدا جانے کیوں۔ نیا برباد گلشن علم جان دل ہوا۔

خدا ان ادبی رسالوں کو پھولنے پھلنے کی بدولت یہ جواہر پارے ہماری آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ ادبی رسالوں کے ایڈیٹر ان جواہر کو عرش بالا پر کیوں بٹھاتے ہیں۔ [illegible] لگ جاتے ہیں [illegible] اور خالی ہو۔ یہ وہ وقت ہے جو کوئی ایڈیٹر صاحب کی ہمدردی سے یا سخن فہمی میں [illegible] کرے۔ اگر آج کل ایسے ہی اشعار قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو وہ لوگ دشمن عقل ہیں جو با معنی شعر کہتے ہیں ؎

نظم ارتجال کا تقاضا ہے کہ تم بھی کچھ کہہ ڈالو۔

[illegible] عثمان [illegible] دل ہوا
شاخ شاخ [illegible] دل ہوا
دختر [illegible] عثمان دل ہوا
[illegible] بوستان دل ہوا
گل گلشن دختر [illegible] آسمان دل ہوا
بحث تھی مرغ چمن [illegible]
[illegible]
[illegible] معانی [illegible] اور [illegible]
[illegible] آتش [illegible] پھول
خاک ہو کر [illegible] جان دل ہوا
[illegible] دل ہو گیا [illegible]
دامن [illegible] ہو گئی [illegible]
[illegible]

عشق [illegible] گلاب حسن [illegible]
[illegible] گلستان دل ہوا
[illegible] ہزاروں [illegible]
[illegible] ازل سے [illegible]
[illegible]
حسن اور مضمون لطف حسن پر آنکھیں گئیں
قطرۂ قلزم و بیش بیکران دل ہوا
کیا کرے کوئی کہ سے پھر ہوا تسلیم [illegible]
پھر ہوا شوق تعشق [illegible] کون [illegible]
[illegible] ہے حسن [illegible] کی بو
دوستی لیکن کہیں میں تھی [illegible] کی بو
آہ اُنیا برباد گلشن علم جان دل ہوا

بھائیو کیا یہ ضروری ہے کہ تم ساری دُنیا کا کوڑا کرکٹ سمیٹ کے اپنی دکان میں رکھو۔ نقصان سے کم کہیں ادبی خدمت تمہارے رسالے نے اپنے ذمہ لی ہے؟ مانا کہ جناب شاعر پروفیسر بھی ہیں ایم اے بھی ہیں تو کیا ہر پروفیسر یا ہر ایک ایم اے اس کا حق رکھتا ہے جو کچھ وہ لکھے تم قبول کر لو۔ کیا یہ اُردو کے ساتھ دشمنی نہیں۔ تم اُردو کا نام لے کے روپیہ پیدا کرتے ہو کیا مذکرو تعلمہ اُردو ہے؟ کیوں اچھا بھلا کاغذ ستیاناس کرتے ہو۔ ابھی یونہی سادہ بیچا کرو تو کام آئے۔ دیکھ لینا حشر کے دن کاغذ کے رم دامنگیر ہوں گے جہاں صاحب لوگوں کی شکایت کریں گے کہ ہم سے بیجا کام لیا۔ وہاں تمہاری بھی فریاد کریں گے کہ لایعنی مصرف میں لائے۔

راقم
خاکسار ادبار

مسٹر پنچ کی نوٹ بک
"آنکھیں ڈبڈبا آئیں"

ایک طولانی مضمون ہمارے کرم فرما ظفر الملک صاحب نے ہمدم میں تحریر فرمایا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ حکیم [illegible] صاحب نے [illegible] میں ایک مضمون لکھا تھا جناب محمد عسکری صاحب بی اے نے اس مضمون کے متعلق ایک خواب دیکھا اور خواب ہی میں [illegible] حکیم صاحب کی اُردو عبارت پر دار و گیر [illegible] حکیم صاحب کا مضمون دیکھا تھا نہ مرزا صاحب کا خواب۔ اعتراضات کے بارے میں ایک صاحب ایک استفسار کے جواب دیا ہم کو اس پر کچھ نہ [illegible] ہم نے لکھ دیا۔ اُس وقت تک ہمیں معترض صاحب کا اسم گرامی معلوم تھا نہ معترض علیہ کا حال [illegible] ان کا مطالعہ کیا تھا نہ استفسار کا۔ اگر دونوں بزرگواروں کا نام معلوم ہوتا تو شاید اس نیاز مندی کی بنا پر جو ہمیں ان دونوں سے حاصل ہے اس لفظی بحث کو ردکر دیتے۔

افسوس ہے کہ مضمون ہمدم کے مطالعے سے ہمارے علم میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی یہ ہماری بدقسمتی ہے یعنی کہ جناب ظفر الملک بہادر اگرچہ اہل زبان کے فیض صحبت سے زیادہ متمتع نہیں ہوئے۔ تاہم انھوں نے حال کے دفتر پر درزوں کے ہزار دل مضمون دیکھ ڈالے ہیں یہ مطالعہ ہی دلیل کمال ہے۔ مضمون مذکور میں صرف چند محاوروں پر بحث کی گئی ہے۔ ہمیں طول سے نفرت ہے لہذا مختصر جواب دیتے ہیں۔ اس لیے کہ جناب ظفر الملک نے ہم کو بھی مخاطب کی عزت عنایت کی ہے۔

(۱) رنگ کرنے کے متعلق استفسار میں ایک نوٹ لکھا ہوا تھا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے ممکن ہے کہ نقل کے وقت یہ عبارت رہ گئی ہو ورنہ ہم اہمام کے مدعی نہیں۔ رنگ کرنا شعر کی جگہ میں نو شنا نہیں گیا البتہ وہ نہ پہر کرنے کے معنی میں مرزا غالب فرماتے ہیں اور یہ فارسی محاورہ کا ترجمہ ہے ؎

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

کوئی وجہ نہ تھی کہ جناب کاتب صاحب کی غلطی تسلیم نہ کی جاتی۔ ایسے کسی غلطی کی اہل زبان تحسین کر سکتے۔

(۲) ہمدم کے بارے میں اب بھی کوئی اعتراض نہیں بیجا استعمال ہوا ہے۔

(۳) [illegible]

اور خواص بھی برابر استعمال کرتے ہیں بول چال پر کسی کا اجارہ نہیں۔ خیال ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں بھی موجود ہے۔ رہا یہ کہ نظم کی مجبوری سے کسی استاد نے ادر خود رفتہ کی جگہ، خود رفتہ، کہا ہو تو ہمکے دستدار جناب ظفر الملک ہیں جو استاد مذکور کے شریک صحبت ہوں گے۔

الفاظ جب کسی زبان سے دوسری زبان میں مستعار لیے جاتے ہیں تو وہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہتے تبدیل معنی۔ تبدیل ترتیب۔ تبدیل حرکت۔ تبدیل حرف۔ زیادت حرف۔ زیادت حرکت۔ نقصان حرف۔ نقصان حرکت۔ تبدیل جنس۔ تبدیل صیغہ۔ الغرض کہ تمام کھکیڑیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ نظم ہو یا نثر حالت یکساں ہے اور حکم بھی یکساں۔

(۴) "آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں" حضرت معترض یہ نہیں فرماتے کہ "آنسوؤں سے" کی قید زائد ہے۔ وہ مطلقاً اس محاورے کو ساقط الاعتبار اور قاعدے کی زبان سے خارج قرار دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ میر صاحب کے چھپے ہوئے دیوان میں بھی دیکھ لیجیے

ڈبڈبائیں آنکھیں آنسو تھم رہے
کاسۂ نرگس میں جوں شبنم رہے

علاوں کی عورتیں "آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں" بھی کہتی ہیں محاورات میں منطق سے زیادہ سماعت حجت ہے اگر حضرت آشفتہ بازاری زبان کے مالک تھے تو پھر آشفتہ صاحب کو بھی اپنے بازاری ہونے پر فخر کرنا چاہیے۔ فاضل معترض کو حضرت ظفر الملک کا سا لقب ملا مگر یہ شمار کیا ہو سکے قابل نہیں سند کی حاجت بیرونی حضرات کو ہونی چاہیے ہمارے نزدیک تو اکثر وہ مستمسکات بھی چنداں قابل وثوق نہیں جنکی آڑ جناب ظفر الملک نے لی ہے۔ اگر بات بڑھی تو دکھایا جائیگا ہمیں کھکا ہو سے نفرت ہے ہم اس حسن ظن کا جواب بھی نہیں دینا چاہتے جو حضرت ظفر الملک ہماری طرف داری کے بارے میں فرمایا ہے۔ ہمیں مدت سے فاضل معترض کی خدمت میں نیاز حاصل ہے یعنی اس وقت سے نیاز حاصل ہے جب غالباً حضرت ظفر الملک و حکیم آشفتہ صاحب مکتب میں ابجد خوانی کرتے ہونگے۔ وہ دوستوں کے درمیان فتنہ پردازی کا جو حق حضرت ظفر الملک ادا کر رہے ہیں وہ اخلاقی لحاظ سے خالی ہے۔

شیخ چلی کی بربادی اور نادر خاں کی مہم

نقل ہے کہ حضرت شیخ چلی علیہ الرحمہ سہرا باندھ کر بعد ہی تھے احباب نے ان سے پوچھا:

شیخ ؎

کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتواں کی
رگ رگ میں نیش غم ہے کیسے کہاں کہاں کی

بھائی بھر گھر تباہ ہو گیا بی بی گھر بس بھی چلی بسیں اور چینگی پولے بھی دایہ برگ کی آغوش میں جا پہنچے۔

دوست: کیا تمہاری شادی ہوئی تھی؟

شیخ: ہاں مگر پوچھو کو دیکھنے کی آرزو دل ہی دل میں رہی ؎

چو شیخ خانہ آبادی نشستہ بدیم
نان بادہ کی از ساغر ایام کشیدیم

دوست: تو ہے دیکھے بھالے اولاد بھی ہو گئی۔

شیخ: ہاں ایک بڑھیا کمبخت آئی اور کہنے لگی بیاہ کرو اللہ جانتا ہے چاند سی بہو ہے۔ میں نے کہا اچھا۔ اس نے حق خدمت مانگا میں نے دل کھول کے فیاضی دکھائی۔ پھر چند روز کے بعد آئی کہنے لگی بیاہ تو ہو گیا۔ اب چوتھی کا جوڑا لاؤ میں نے کہا لو۔ ایک مہینہ اور ختم ہوا تو بولی کہ میاں تمہاری دولہن پیٹ سے ہے آخر ستھورا پنجیری وائی جنائی کا انعام رو گے یا نہیں۔ میں نے وہ بھی حوالے کیا۔ بات گئی گزری اے دو تین مہینے کے بعد آئی اور یہ اشتعلا چھوڑا کہ تمہاری بی بی کو ولادت ہو گئیں اب جہروجا نہیں تو نالش ہو گی جانتی ہیں۔ اسی فکر میں گھلا جاتا ہوں کہ مہر واجب ہے دینا پڑے گا۔ بنا بنایا گھر بھی تباہ ہوا اور نسل الٹی نہ اُگل الٹی۔

ہمارے جنرل نادر خاں صاحب کا بھی وہی حال ہے جو اس لکا نائی بڑھیا کا تھا۔ ہندوستانی مسلمان ہیں شیخ چلی، دانگی چندہ یا کرے استرے سے مونڈنے کے لیے روز ایک نیا حیلہ تراشتے ہیں۔ ۲۰ یح کیا ہو کر کے ساتھ جنگی ہو گئی۔ کیا کیا ہو گیا جھگڑا ختم ہو گیا جلتی پر تیل چھڑک رہا ہے مگر کو ملک کے تیل کی مانند اڑنے ختم ہو جانے لگا۔ اب سردار ہاشم خاں بھاگے بھاگے ہیں ہندوستان کی چنگا کا چاہتے ہیں اور جنرل صاحب کے خیالی فوج کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اگر خدا نخواستہ عجب نہیں تعجب خود جنرل صاحب مانڈ ہو گئے تو ہندوستانی مسلمان ٹھیک اسی طرح رو دینگے جس طرح حضرت شیخ چلی۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ فتنہ کا بل معاملہ حجاز و فلسطین اور دیگر ملکی معاملات نے اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات کیسے پریشان کر دیے ہیں۔ اب انہیں بالکل اس امر سے غرض نہیں کہ سائمن صاحب جو ممالک کی آئینی چیرپھاڑ کر رہے ہیں اور جناب لارڈ صاحب جامہ حیرے میں ٹکڑے گھروں کو کرکے رہے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ دیکھی شادی و دہشت آبادی پہ اپنی نہیں بچانا اور نگی بندہ میں بہبود کے متعلق کا خیال نہ کرنا ہرگز عقل کا تقاضا نہیں۔ شاعر کہتا ہے ؎

یہ فکر نہیں کہ حضرت ... کہ عجب تیز
یہ اضطرابات ہے کہ زنا ہو توت ہیں

المختصرات

میونسپل بورڈ خورجا کے وائس چیرمن جناب چنی لال صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حکیم الفضل محمد عبدالحمید خاں صاحب سانپ اور باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج خوب کرتے ہیں پانچ آنے محصول اور ڈبیا کی قیمت ادا کرنے پر جو صاحب چاہیں منگالیں۔ نسخہ مجرب ہے۔

اگر دوا مجرب ہے تو قطع رحم کی غرض سے دوا کے اجزا مخفی رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم خدا نخواستہ کسی کو سانپ نے کاٹا تو جب تک تریاق آئے اسوقت تک "تا تریاق از عراق آوردہ شود" کا مضمون پیدا ہو جائیگا۔

مہاتما گاندھی کی ڈائچ جیسے زوال ہونی جاتی ہے بوڑھی سہاگن بیروں کو نصیحت کرتے ہیں کہ مہاتما جی چھاڑو وغیرہ باندھیں اور تب لطف ہے بقول شاعر فرا

افسوس میں کب رہتی ہے جیبیں جنوں صاحب
ہیں واگوگرواں فشاد و وہ جوڑی سنبھالیجے
عشق میں مشرقیت آئی نہیں رہتی فرض کیسے کو ابھی

[illegible]